فقہِ حنفی اور اُس کا منہجِ اِستنباط

مولانا مدثر جمال تونسوی
بہاولپور

بحث کا تعارف

فقہِ حنفی سے مراد وہ مسائل ہیں جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے منہجِ استنباط کے مطابق اَخذ کیے جاتے ہیں۔ اور ''منہجِ استنباط'' سے مراد وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے اس مسلک سے وابستہ اہلِ علم نت نئے مسائل کا شرعی حل دریافت کرتے ہیں۔ اس معنی کے لیے دوسرا مشہور لفظ ''اُصولِ اجتہاد'' ہے، جس کی تفصیلات ''علمِ اصولِ فقہ'' کی کتب میں بیان کی جاتی ہیں۔

بحث آگے بڑھانے سے قبل مناسب ہے کہ اس عنوان کی تعریف ذکر کر دی جائے۔

''مَنْہَج'' کہتے ہیں ''واضح راستے'' کو، اور ''مَنْہَج'' کی جمع ''مَنَاہِج'' ہے۔ ''استنباط'' کا معنی ہے: ''الاستخراج بفهمٍ و اجتهادٍ''، یعنی سمجھ بوجھ اور کوشش کر کے کسی چیز کو نکالنا۔ فقہ میں اس کا معنی ہے: ''استخراج المجتهد المعانيَ و الأحكامَ الشرعيةَ من النصوص و مصادر الأدلة الأخرى''، یعنی مجتہد کا الفاظ سے معانی، اور نصوص اور دیگر دلائل سے احکامِ شرعیہ حاصل کرنا۔

پھر ''منہجِ استنباط'' کی لقبی تعریف کی جائے تو وہ کچھ یوں بنے گی:

''هو علم يعرف فيه الدلائل التي يستنبط منها الأحكام الشرعية العملية.''

یعنی ایسا علم جس کے ذریعے اُن دلائل کی معرفت حاصل ہو، جن کی بنیاد پر اَحکامِ شرعیہ عملیہ کو سمجھ بوجھ اور محنت وکوشش سے معلوم کیا جاتا ہے۔

(۱) حنفی مذہب اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جامع تعارف

حنفی مذہب کے امام، امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جن کی ولادت کوفہ میں سن ۸۰

چنانچہ علامہ ابن خلدونؒ فرماتے ہیں:

''والإمام أبو حنيفةؒ إنما قلّت روايته للحديث، لما شدّد في شروط الرواية والتحمل.'' (مقدمہ ابن خلدون، ج:۲،ص:۱۲۹)

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایاتِ حدیث کم اس لیے ہیں کہ ان کے ہاں احادیث' روایت کرنے اور انہیں حاصل کرنے کی شرائط بہت سخت تھیں۔''

فقہِ حنفی کی قبولیت وترویج کا سبب: اجتہاد واستنباط پر کامل توجہ

اگرچہ اہلِ علم نے اس کے مختلف اسباب بیان کیے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کا بنیادی سبب ایک ہے اور وہ ہے: **''اجتہاد واستنباط پر کامل توجہ''**

اس کی کچھ تفصیل یہ ہے کہ انسانی زندگی سے متعلق شرعی احکامات کو درج ذیل اہم شعبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

❶ عبادات ❷ معاملات ❸ اخلاقیات

اب عبادات کو دیکھیں تو ان میں جدید مسائل پیدا ہونے کا کچھ خاص مطلب نہیں، اسی طرح اخلاقیات کا معاملہ ہے، یعنی اخلاقیات بگڑنے کی تو مختلف شکلیں اور اسباب ہوسکتے ہیں، مگر خود عمدہ اخلاقیات جن سے اپنے ظاہر وباطن کو آراستہ کرنا مطلوب ہے تو ان میں بھی نت نئے اخلاق کا پیدا ہونا کوئی خاص واقعہ نہیں ہے، جب کہ اس کے برعکس معاملاتِ زندگی ایسے ہیں جن میں شب وروز نئی صورتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انسانی زندگی میں اعمال کا جو وسیع ترین دائرہ ہے، وہ ''معاملات'' ہیں۔ عبادات کا دائرہ بھی محدود ہے اور اخلاقیات کا دائرہ بھی محدود ہے، جب کہ معاملات کا دائرہ کار ان سب سے وسیع ہے اور اس باب میں شریعت کا طرز یہ ہے کہ جو معاملہ جس قدر وسیع اور لامحدود ہے شریعت نے اس کے بارے میں زیادہ تر اصول وکلیات بارے رہنمائی کی ہے اور جزئیات سے کم ہی تعرض کیا ہے۔

دوسری طرف یہ بھی طے شدہ بات ہے کہ حالاتِ زمانہ اور افرادِ زمانہ میں جس قدر تغیر آتا ہے، اسی قدر احکام میں بھی تغیر آتا ہے، جب کہ عبادات واخلاقیات میں یہ صورت حال نہیں ہے، اس لیے قدرتی بات ہے کہ جو مذہب زیادہ سے زیادہ نصوص تک خود کو محدود رکھے گا، وہ عبادات واخلاقیات میں

تو بہتر رہنمائی کر سکے گا، مگر معاملاتِ زندگی میں اس کا عمل دخل کم سے کم تر ہو جائے گا، اور جو مذہب نصوصِ قرآن وسنت اور اقوالِ صحابہؓ کی روشنی میں اجتہاد و استنباط پر توجہ مرکوز رکھے گا تو یقیناً وہ معاملاتِ زندگی کے نت نئے احکامات بارے زیادہ رہنمائی فراہم کر سکے گا، چنانچہ فقہائے حنفیہ نے اجتہاد واستنباط پر توجہ مرکوز رکھ کر معاملاتِ زندگی بارے شرعی حل سب سے زیادہ پیش کیا ہے اور یہی چیز سبب بنی اس بات کا کہ فقہِ حنفی نے مسلم معاشرے میں عبادات واخلاقیات سے لے کر سیاست ومعیشت تک اپنی جڑیں سب سے زیادہ مضبوط کیں اور اسی لیے ہر اسلامی دورِ حکومت میں عبادات کے احکامات کے علاوہ سیاسی، معاشی اور عدلیہ کے احکامات میں سب سے زیادہ رہنمائی فقہِ حنفی سے لی گئی ہے اور دیگر مذاہب کے معتبر اہلِ علم نے اس حقیقت کو ہر زمانے میں تسلیم کیا ہے۔

دیگر دو باتیں بھی اس سلسلے میں اہم ہیں:

۱:- امام صاحبؒ کا صاحبِ تجارت ہونا: چونکہ امام صاحبؒ خود تجارت سے وابستہ تھے اور بڑے تجار میں شمار ہوتے تھے، اس لیے شب وروز تجارتی معاملات سے آپ کو جس قدر واقفیت رہتی ہوگی وہ بالکل عیاں ہے۔ اس طرح آپ کی فقہ کا دائرہ کار محض درسی مجالس تک محدود نہیں تھا، بلکہ معاشرے کے اہم ترین حصے کے براہِ راست مشاہدے پر مبنی تھا، اور اس چیز نے آپ کے فقہی اجتہادات کا ذخیرہ کافی وسیع کر دیا تھا اور اسی کے ساتھ معاشرے کی ضروریات میں بھی دوسروں کی بنسبت زیادہ خود کفیل ہو رہا تھا، ایسے میں اگر یہ مسلک زیادہ مقبول ہوا، تو اس میں کوئی اچھنبے کی بات نہیں۔

۲:- دوسرا سبب یہ ہوا کہ جب امام ابویوسفؒ قاضی القضاۃ بنے تو ظاہر ہے کہ نت نئے مسائل میں انہوں نے جتنے بھی فیصلے کیے، وہ اپنے استاذ امام ابوحنیفہؒ کے ہی اصول اور قواعد کی روشنی میں کیے، اگرچہ امام ابویوسفؒ خود بھی مجتہد تھے، مگر بہر حال انہوں نے اپنے اوپر ہمیشہ اپنے استاذ امام ابوحنیفہؒ کی علمی وفقہی تربیت کا رنگ ہی غالب رکھا، اس طرح مسلم معاشرہ فقہِ حنفی کے فیضان سے فیض یاب ہونے لگا اور یہی چیز خود فقہِ حنفی کے لیے بھی بے پناہ وسعت کا سبب ہوئی کہ بہت سے مسائل جو پہلے فقہ حنفی میں موجود نہ تھے، مگر جب وہ وقوع پذیر ہوئے اور فقہ حنفی کے ماہرین نے ان کے شرعی حل مستنبط کیے تو اس سے خود فقہِ حنفی کا تحریری ذخیرہ وسیع تر ہوتا گیا اور اس طرح دیگر فقہی مذاہب کی بہ نسبت فقہِ حنفی معاشرے میں زیادہ اثر انداز ہوتی رہی، جس کا اثر اب بھی علمی حلقوں میں تسلیم کیا جاتا ہے۔

..... ۞ ..... ۞ ..... ۞ .....